صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول ”اُمْصُصْ بَظْرَ اللات“ کی تحقیق پر ایک نظر

از: مولانا عمر فاروق لوہاروی

❁ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب عروہ بن مسعود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

”اگر یہ صورت ہوئی کہ قریش کو آپ پر غلبہ حاصل ہوگیا، تو واللہ! میں (آپ کے اردگرد) رلے ملے اور مختلف النوع لوگوں کو دیکھ رہا ہوں، جو اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں“۔

قبائل جب مخلوط ہوتے ہیں، تو مشکل گھڑی میں بعض کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں؛ لیکن جب مستقل ایک قبیلہ ہو، تو آدمی دوسرے افراد کو چھوڑ کر بھاگنے کو عار خیال کرتا ہے۔ عروہ بن مسعود نے قبائلی طور طریق کے پیش نظر مذکورہ جملہ کہا تھا۔ عروہ کو یہ پتا نہیں تھا کہ قرابت اور رشتہ داریوں سے بڑھا ہوا ایمان کا رشتہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ذریعہ مؤمنین کے دلوں کو باہم ایسا مربوط کیا تھا، جو نسبی رشتہ داریوں کے ربط و جوڑ سے یقیناً کہیں زیادہ قوی و مستحکم تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عروہ کی بات سن کر فرمایا:

امْصَصْ بَظْرَ اللات، أنحنُ نَفِرُّ عنه و نَدَعُه. (صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد، ص:۳۷۸، ج:۱، قدیمی: کراچی)

”تو لات کی شرم گاہ چوس! کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راہِ فرار اختیار کریں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے؟

’فتاویٰ دارالعلوم زکریا‘ میں اس کے متعلق حسبِ ذیل سوال وجواب درج ہے:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول امصص بظر اللات کی تحقیق:

سوال: ”صحیح بخاری“ میں ہے کہ جب عروہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ اگر آپ اپنی

قوم کا استیصال کریں گے اور اگر مغلوب ہوئے، تو یہ مختلف النوع لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، تو اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"امصص بظر اللات".

اس کے معنی شارحین لکھتے ہیں:

''چوستے رہو لات کی شرم گاہ''۔ (بخاری شریف ۱/۳۷۸، باب الشروط فی الجہاد)

یہ گالی بظاہر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان صدیقیت کے خلاف ہے۔ نیز قرآن کریم کی آیت ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾

یہ اس کے بھی منافی ہے، اس اشکال کا کیا حل ہے؟

قادیانی اس جملہ سے مرزا کی مغلظات کی صحت پر استدلال کرتے ہیں۔ مثلاً مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گوہ کا ڈھیر اور اپنے دشمنوں کو بیابانوں کے خنزیر کہا ہے۔ یہ سب گالیاں مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں۔ نیز شیعہ اس جملہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بدزبانی پر استدلال کرتے ہیں۔

جواب: بظر کے دو معنی ہیں:

(۱) شرم گاہ کا ابھرا ہوا حصہ۔

(۲) ہونٹ کے درمیان کا ابھرا ہوا حصہ (القاموس الوحید: ۱۷۱) چناں چہ بظر کے معنی "الشفة العليا" بھی ہے۔ (المعجم الوسیط: ۶۲)

اور یہاں دوسرے معنی مراد ہیں، جس کے قرائن یہ ہیں:

(۱) امصص کا لفظ قرینہ ہے؛ کیوں کہ چوسنے کی چیز ہونٹ ہے نہ کہ شرم گاہ۔

(۲) اسی حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ آں حضور ﷺ کا لعاب منہ پر لگاتے یا بدن پر لگاتے تھے اور آپ ﷺ کا بقیہ پانی پیتے تھے۔ (بخاری شریف ۱/ ۳۷۹)

مطلب یہ ہے کہ تم لات کے لعاب کو چوسو، ہم رسول اللہ ﷺ کے لعاب کو منہ پر لگاتے اور چوستے رہیں گے۔

(۳) عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کا الزام نہیں لگایا، معلوم

ہوا یہ گالی نہیں تھی۔

(۴) حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اُسے اچھے معنی پر محمول کیا جائے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم زکریا، کتاب الحدیث والآثار ص: ۳۳۸، ۳۳۹، ج: ۱، زمزم پبلشرز کراچی، تاریخ اشاعت: نومبر ۲۰۰۷ء)

بندہ کہتا ہے:

سائل کو امصص بظر اللات کے معنی ”تو لات کی شرم گاہ چوس“ چند وجوہ سے ٹھیک معلوم نہیں ہوئے:

(۱) یہ گالی بظاہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شانِ صدیقیت کے خلاف ہے۔

(۲) اِس آیت کے منافی ہے ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ [الانعام: ۱۰۸]

ترجمہ: اور دشنام مت دو ان کو، جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں؛ کیوں کہ پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

(۳) قادیانی اس جملہ سے مرزا کی مغلظات کی صحت پر استدلال کرتے ہیں۔

(۴) شیعہ اس جملہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بدزبانی پر استدلال کرتے ہیں۔

مذکورہ امور میں سے ہر ایک کا جواب بالترتیب حسبِ ذیل ہے:

(۱) صلح حدیبیہ کے موقع پر ابتداءً حالات سلم وصلح کے نہیں تھے؛ بلکہ حالات جنگ کا رُخ اختیار کیے ہوئے تھے؛ چناں چہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سر پر خود (آہنی ٹوپی) کا ہونا بھی اس کا قرینہ ہے، جس کا ذکر خود اس روایت میں ہے اور ظاہر ہے کہ حالاتِ جنگ کے اَحکام صلح کے اَحکام سے مختلف ہوتے ہیں اور جب میدانِ جنگ میں قتال بالسّنان شانِ صدیقیت کے خلاف نہیں، تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جیسے معزز حضرات کی طرف فرار کی نسبت کرنے والے اور ان کے جذبۂ صدق ووفا پر نکتہ چینی کرنے والے سے جنگی حالات میں قتال باللسان بہ طریق اولیٰ شانِ صدیقیت کے خلاف نہیں۔

(۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ”امصص بظر اللات“ سے عروہ کو دشنام وگالی دی تھی، لات بُت کو نہیں، ہاں! لات بُت کے لیے ”بظر“ یعنی شرم گاہ کا اثبات ضرور پایا گیا ہے؛ لیکن جب مشرکین لات بُت کو مؤنث قرار دیتے تھے، تو مؤنث کے لیے ”بظر“، یعنی شرمگاہ

کا اثبات گالی کیسے ہوا؟

جب یہ گالی لات بُت کو نہیں، تو آیتِ کریمہ ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾. (الأنعام:۱۰۸) کے منافی بھی نہیں۔

(۳) جنگی حالات میں نبیِ صادق ومصدوق ﷺ کی موجودگی میں قتال باللسان سے نبوت کے جھوٹے مدعی مرزا کی مُغلّطات کی صحت پر استدلال کیسے ہوسکتا ہے؟ چہ نسبت خاک رابعالَمِ پاک؟

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(۴) مذکورہ بالا امور سے اس کا جواب بھی ہوگیا۔

مجیب محترم نے ”بظر“ کے دو معنی ذکر کر کے ان میں سے بجائے ”شرمگاہ“ کے ”ہونٹ کے درمیان کا ابھرا ہوا حصہ“ یا ”اوپر کا ہونٹ“ والے معنی مراد لیے اور اس کے لیے چار قرائن پیش فرمائے ہیں۔ ”قولہ“ کے عنوان سے وہ قرائن اور ”یقول العبد الضعیف“ کے عنوان سے ان پر بندہ کی ناقص آرا، ذیل میں درج ہیں:

(۱) قولہ: امصص کا لفظ قرینہ ہے؛ کیوں کہ چوسنے کی چیز ہونٹ ہے نہ کہ شرمگاہ۔

یقول العبد الضعیف:

اس کو قرینہ ٹھہرانا اس پر مبنی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے گالی کا ارادہ نہیں فرمایا تھا؛ حالاں کہ اس مبنیٰ ہی میں کلام ہے۔

درحقیقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس جملہ سے گالی ہی کا قصد فرمایا تھا۔ عرب عادتاً اس سے گالی دیتے تھے؛ لیکن اُمّ کے لفظ کے ساتھ، یعنی ”امصص بظر أمك“ کہتے تھے؛ چوں کہ مشرکین لات بُت کی تعظیم کرتے تھے؛ اس لیے عروہ کی گالی میں مبالغہ کے قصد سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ”اُمّ“ کی بجائے اس معبودِ باطل کو ذکر کیا۔ قاضی عیاض، ابن بطال، علامہ کرمانی، ابن الملقن، بدرالدین زرکشی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، شیخ الاسلام زکریا الانصاری، علامہ سیوطی، علامہ محمد تاوَدی، شیخ عبداللہ بن حجازی الشرقاوی، نواب صدیق حسن خاں قنوجی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمہم اللہ، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہما نے مذکورہ جملہ کو گالی ہی کے معنی میں لیا ہے۔ طوالت کے اندیشہ سے کتابوں کی عبارات کی بجائے

صرف حوالہ جات پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

(١) مشارق الأنوار، ص:١٣٩، ج:١، العلمية: بيروت

(٢) شرح صحيح البخارى لابن بطال، ص:١٢٨،١٢٩، ج:٨ مكتبة الرشيد: الرياض

(٣) شرح البخارى للكرمانى، ص:٤٣، ج:١٢، دار إحياء التراث العربى: بيروت

(٤) التوضيح لشرح الجامع الصحيح، ص:٥٩، ج:١٧، وزارة الاوقاف: قطر

(٥) التنقيح لألفاظ الجامع الصحيح، ص:٤٢٩، ج:٢، نزار مصطفى الباز: مكة المكرمة

(٦) فتح البارى، ص:٤٠١، ج:٥، دار الريان: القاهرة

(٧) عمدة القارى، ص:١٠، ج:١٤، دار إحياء التراث العربى: بيروت

(٨) إرشاد السارى، ص:٢٠٦، ج:٦، العلمية: بيروت

(٩) منحة البارى بشرح صحيح البخارى المسمى تُحفَةُ البارى، ص:٥٢٩، ٥٣٠، ج:٥، الرشيد: الرياض

(١٠) التوضيح على الجامع الصحيح، ص:٢٠٢، ج:٣، العلمية: بيروت

(١١) حاشية التاودى بن سودة على صحيح البخارى، ص:٩٦، ج:٣، العلمية: بيروت

(١٢) فتح المبدى بشرح مختصر الزبيدى، ص:٤٩٤، ج:٢، العلمية: بيروت

(١٣) عون البارى لحلّ أدلة صحيح البخارى، ص:١٩٤، ج:٤، العلمية: بيروت

(١٤) هامش لامع الدرارى، ص: ١٦٦، ج:٧، المكتبة الإمدادية: مكة المكرمة

(۱۵) آپ بیتی حضرت شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ، ص:۳۸، ح:۶، معہد الخلیل الاسلامی: کراچی

(۱۶) إنعام الباری دروس بخاری شریف، ص:۹۷۹، ج:۷، مکتبة الحراء: کراچی

(۱۷) الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری، ص:۱۸۷، ج:۳، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ: ملتان

(۲) قولہ: اسی حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ آں حضورت ﷺ کا لعاب منہ پر لگاتے یا بدن پر لگاتے تھے اور آپ ﷺ کا بقیہ پانی پیتے تھے:

”قال: فَواللّٰه ما تنخم رسول الله ﷺ نخامةً إلّا وقعت فی کفِّ رجلٍ منهم فَدَلَكَ بها وجهَهٗ وجلدَهٗ“. (بخاری شریف ۳۷۹/۱)

مطلب یہ ہے کہ تم لات کے لعاب کو چوسو، ہم رسول اللہ ﷺ کے لعاب کو منہ پر لگاتے اور چوستے رہیں گے۔

یقول العبد الضعیف:

بلاشبہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک اور بلغم مبارک اپنے چہرے اور بدن پر مَلتے تھے؛ لیکن رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ مبارک سے نہیں چوستے تھے؛ بلکہ اپنی ہتھیلیوں میں لے کر پھر چہرے اور بدن پر ملتے تھے؛ لہٰذا حدیثِ بالا کو بنیاد بنا کر امصص بظر اللات **کا مطلب ”تم لات کے لعاب کو چوسو“ نکالنا تکلف سے خالی نہیں۔**

(۳) قولہ: **عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب وشتم کا الزام نہیں لگایا، معلوم ہوا یہ گالی نہیں تھی۔**

یقول العبد الضعیف:

صلح حدیبیہ والی اسی روایت میں معاً وارد ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ”امصص بظر اللات، أنحن نفرّ عنه و نَدَعُه“ **فرمایا، تو عروہ بن مسعود نے دریافت کیا کہ یہ (کلام کرنے والا) کون ہے؟ حاضرین نے کہا: ابوبکر ہیں۔ عروہ نے کہا: سنیے! اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر آپ کا احسان مجھ پر نہ ہوتا، جس کا میں اب تک آپ کو بدلہ نہیں دے سکا ہوں، تو ضرور آپ کو جواب دیتا۔**

فَقَالَ لَهٗ أَبُوبَكرٍ: اِمصَص بَظرَ اللَّاتِ، أَنَحنُ نَفِرُّ عَنهُ وَنَدَعُهٗ؟ فَقَالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُوبَكرٍ. قَالَ: أَمَا وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِهٖ، لَولَا یَدٌ کَانَت لَكَ عِندِی

لَمۡ أجزكَ بِهَا لَأَجبْتُكَ. (صحيح بخاری، ص:۳۷۸، ج:۱، قدیمی: کراچی)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ عروہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام: امصص بظر اللات سُنا اوراس کو اپنے محمل میں رکھا، یعنی جس قصد وارادہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ کہا تھا، عروہ نے اس کا مقصود، سب وشتم کو پالیا؛ لیکن دیت کی ادائیگی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکّی دور میں عروہ کی دس اونٹنیوں سے مدد کی تھی، اب تک وہ احسان اتار نہ سکنے کی وجہ سے عروہ نے اس کا جواب نہ دیا؛ بلکہ اس نے بقولِ خود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گالی کا جواب نہ دے کر احسان اتارا۔

اگر امصص بظر اللات سے سب وشتم مقصود نہ تھا اور عروہ نے اس کو سب وشتم کے معنی میں نہیں لیا تھا؛ بلکہ اس کا مطلب وہ تھا، جو مجیب محترم نے ذکر فرمایا ہے، تو احسان اتار نہ سکنا جواب دینے میں مانع کیوں کر ہوا؟

(۴) قوله: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اُسے اچھے معنی پر محمول کیا جائے۔

یقول العبد الضعیف:

ماقبل میں معلوم ہو چکا کہ جنگی حالات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قتال باللسان پر مشتمل کلام ہرگز ان کی شانِ صدیقیت کے خلاف نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❁ ❁ ❁